REGD-No.L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۹

جلد ۴۹/۱۴ | ۹ اخاء ۱۳۳۹ ہش - ۹ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۳۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۸ اکتوبر بوقت ۹ بجے صبح

کل حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف رہی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے آمین

"ہم اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنے کی پوری طاقت رکھتے ہیں"

وزیر خوراک و زراعت لیفٹیننٹ جنرل کے ایم شیخ کا اعلان

پشاور ۸ اکتوبر۔ خوراک اور زراعت کے وزیر لیفٹیننٹ جنرل کے ایم شیخ نے کہا ہے کہ پاکستان اپنی سرحدات کی حفاظت کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے۔ آپ نے مسٹر منظور قادر وزیر خارجہ پاکستان کے بیان کی تائید کی۔ جنہوں نے حال ہی میں کہا تھا کہ جو لوگ پاکستان کی سرحدوں پر تجاوز کر رہے ہیں۔ پاکستان ان سے نپٹنا جانتا ہے۔ جنرل شیخ باجوڑ کے قریب افغانستان کے حملے سے متعلق ایک نامہ نگار کے سوال کا جواب دے رہے تھے

آپ نے مہمند جرگی اور سالار زئی قبائل کی جرأت اولوالعزمی اور سپاہ گری کو سراہا جنہوں نے افغانستان کے جارحانہ اقدام کو ناکام بنا دیا ہے

کل جمرود میں اتمان زئی قبائل کا ایک جرگہ منعقد ہوا۔ جس میں باجوڑ پر افغان قبائیلیوں کے حملے کی وجہ سے حکومت افغانستان کی سخت مذمت کی گئی۔ جرگہ میں جن قبائلی خانوں اور ملکوں نے تقریریں کیں۔ انہوں نے باجوڑ کے پاکستانی قبائل کی بہادری کی بڑی تعریف کی۔ اور کہا ان نیتور اور جسور پٹھانوں نے حملہ آوروں کو ایسا سبق دیا ہے کہ دیر تک زبان زد خلائق رہے گا۔ قرارداد میں حکومت پاکستان پر زور دیا گیا ہے کہ وہ افغانستان کے بارے میں سخت طرز عمل اختیار کرے۔ تاکہ آئندہ کابل حکومت کو حملے کی جرأت نہ ہو۔ شبقدر سے اطلاع ملی ہے کہ شامزئی قبائل کے جرگے میں بھی اس قسم کی قرارداد منظور ہوئی ہے:

شمالی فلپائن میں ہولناک طوفان - ۱۶ افراد ہلاک اور متعدد لاپتہ

فلپائن کے جنوبی علاقے میں سیلاب کی وجہ سے ایک شہر خالی ہونا شروع ہو گیا

منیلا ۸ اکتوبر۔ شمالی فلپائن میں زبردست طوفان آگیا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اس "قیامت صغریٰ" میں کل صبح تک سولہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور بہت سے ہیں جو لاپتہ ہیں اور ان کا باوجود تلاش کے کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ ادھر جنوبی فلپائن میں سیلاب نے بہت تباہی مچائی ہے اس نے شہر کوتاباٹو کو بری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یہاں سے ڈیڑھ ہزار کے قریب افراد اپنے گھر بار چھوڑ کر نسبتاً محفوظ مقامات پر چلے گئے ہیں۔ کئی روز کی موسلا دھار بارش کی وجہ سے دریائے گرانڈا میں شدید طغیانی آگئی ہے اور کئی مقامات سے پانی کنارے توڑ کر شہر میں آگھسا ہے۔

سویٹ یونین کو شاہ ایران کا انتباہ

تہران ۸ اکتوبر۔ شاہ ایران نے سینٹ کا افتتاح کرتے ہوئے بالواسطہ طور پر سوویٹ یونین کو متنبہ کیا۔ شاہ نے کہا ایران یہ توقع رکھتا ہے کہ دوسرے ملک اس کی خود مختاری کا احترام کریں گے۔ شاہ محمد رضا پہلوی نے کہا۔ ایران سینٹو کا وفادار ہے اور اس کی خارجہ پالیسی اقوام متحدہ کے چارٹر پر مبنی ہے۔ شاہ نے یہ نہیں بتایا کہ نئی مجلس (ایوان نمائندگان) کا انتخاب کب ہوگا:

غذائی کونسل میں پاکستانی وفد

راولپنڈی ۸ اکتوبر۔ ادارہ خوراک و زراعت کی کونسل کا جو اجلاس ۱۷ سے ۲۸ اکتوبر تک روم میں ہو رہا ہے۔ اس میں پاکستان کی نمائندگی وزارت خوراک و زراعت کے سیکرٹری مسٹر آئی یو خان سی ایس پی کریں گے۔ پاکستان کے دوسرے نمائندے روم میں پاکستانی سفارت خانے میں زرعی اتاشی مسٹر نذیر احمد ہوں گے۔

اخبار احمدیہ

— ربوہ ۸ اکتوبر۔ کل یہاں نماز جمعہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔ خطبہ میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پر معارف ملفوظات بھی الفضل سے پڑھ کر سنائے۔

— ربوہ ۸ اکتوبر۔ کل یہاں نماز جمعہ کے بعد مسجد مبارک میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام آٹھویں تربیتی کلاس کا افتتاح عمل میں آیا۔ کلاس کا افتتاح پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب مہتمم تجنید نے ایک مختصر سی تقریر کے ساتھ کیا کلاس میں راولپنڈی۔ کراچی۔ لائل پور۔ کمنڈی اور ربوہ کی مجالس کے خدام شرکت کر رہے ہیں۔ کلاس ۲۰ اکتوبر تک جاری رہے گی:

رہتک میں پانی کی سطح بلند ہو گئی

نئی دہلی ۸ اکتوبر۔ گذشتہ چار روز کی بارشوں سے رہتک میں پانی کی سطح دو انچ بلند ہو گئی ہے۔ یہ شہر اواخر اگست سے زیر آب چلا آرہا ہے۔ اب شہر کے تین چوتھائی حصہ میں تین سے چار فٹ تک پانی کھڑا ہے۔ ہزاروں مکانات گر چکے ہیں اور کئی ہزار مکانات گرنے کا اندیشہ ہے۔ ڈپٹی کمشنر رہتک نے بتایا کہ انجینیئروں نے شہر سے پانی نکالنے کا ایک منصوبہ بنایا ہے۔ دریں اثنا حکومت مشرقی پنجاب نے رہتک میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ۸۵ لاکھ روپے منظور کئے ہیں:

مکرم شیخ عبدالواحد صاحب اور مکرم مبارک احمد صاحب ساقی بغرض اعلائے کلمۂ اسلام ربوہ سے روانہ ہو گئے

ربوہ ۷ اکتوبر۔ مکرم شیخ عبدالواحد صاحب سابق مبلغ چین و ایران اور مکرم مبارک احمد صاحب ساقی سابق مبلغ مغربی افریقہ بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے کی غرض سے مورخہ ۶ اکتوبر کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ کراچی روانہ ہو گئے۔ اہل ربوہ نے بہت کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو کر ہر دو مجاہد بھائیوں کو نہایت پر خلوص طریق پر الوداع کہا۔ احباب نے انہیں بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔ نیز گاڑی روانہ ہونے سے قبل محترم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں تمام حاضر احباب شریک ہوئے۔ اس طرح احباب نے انہیں دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچائے اور خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا کرے۔ آمین۔

— نئی دہلی ۸ اکتوبر۔ بھارتی آرمی کے چیف آف سٹاف جنرل تھمایا غیر ممالک میں چھ ہفتے کے قیام کے بعد واپس دہلی پہنچ گئے ہیں:

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء

اسلام کی تازگی اور روشنی کا دن

(قسط نمبر ۲)

اس ضمن میں گزشتہ اداریہ میں ہم نے صوفی نذیر احمد صاحب کے ایک مضمون کا وہ حوالہ پیش کیا تھا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ آزاد ایشیا اور آزاد افریقہ کو دس بیس برسوں میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کی راہ پر لے آنا ایک طبعی سی بات معلوم ہوتی ہے اس کے متعلق تو صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ ایسی باتیں وہی کر سکتے ہیں جو خیالی پلاؤ ہی پکاتے رہتے ہیں۔ جنہوں نے عمل کے میدان میں کبھی قدم نہ رکھا ہو۔

تحریک احمدیت کے خلاف آپ کی دلیل بھی عجیب و غریب ہے کہ احمدیت کو وجود میں آئے پچاس سال گذر گئے ہیں۔ مگر دجالی قوتیں بجائے کم ہونے کے بڑھتی گئی ہیں۔ اس لئے احمدیت جھوٹی ہے۔ یہ دلیل اسی غلط تصور کا نتیجہ ہے جو محض خیالی پلاؤ پکانے والے دل ہی دل میں بناتے ہیں۔ ایک تریاقی ترنگ میں کیا کیا ڈینگیں نہیں مار سکتا اور کیا کیا زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملا دیتا مگر ایک باعمل انسان جب کسی مہم کو سر کرنے کے لئے نکلتا ہے تو اس کو ہی معلوم ہوتا ہے کہ منزل کتنی دور ہے اور راستہ میں کیا کیا مشکل مقام آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسلام کو فروغ دینے کے لئے ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیج چکا ہے۔ خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر بھی تقریباً چودہ سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ آپ کے بعد ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں صلحاء اور مبلغین حق آج تک کام کرتے چلے آئے ہیں ظاہر ہے کہ اس تمام مدت کے درمیان اور پچاس سال میں کوئی نسبت نہیں۔ جس میں بندگان حق حق کو قائم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً کھڑے ہوتے ہیں۔ حیرانی ہے کہ صوفی صاحب اپنی اس ستم ظریفی کو بھانپ نہیں سکے کہ ان کے اعتراض کی زد کہاں کہاں جا کر پڑتی ہے

اس حقیقت کو ایک اور تاریخی حقیقت سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ آنحضرت صلعم نے جب تبلیغ حق کا کام شروع کیا تو اس وقت آپ کے مخالفین کی تعداد کتنی تھی۔ پھر جنگ بدر میں جتنے لوگ کفر کی طرف سے شامل ہوئے تھے ان کے مقابلہ میں جنگ احد میں شامل ہونے والوں کی تعداد کتنی تھی!! پھر جنگ احزاب کی تعداد کا اندازہ کیجئے کیا اس وقت کوئی صوفی نذیر احمد یہ اعتراض نہیں کر سکتا تھا کہ نعوذ باللہ تبلیغ کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اہل کفر کی تعداد ہر مرحلہ پر بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی تحریک حق کی کامیابی پر دلیل ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تبلیغ حق زیادہ سے زیادہ تعداد تک پہونچ چکی ہے۔ لیکن تبلیغ حق کی کامیابی کے اندازہ کا اصل طریق یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ کتنی تعداد تحریک کی حامی بن چکی ہے۔ آیا اس میں زیادتی ہوتی ہے یا کمی ہوتی ہے۔ اگر تحریک کے حامیوں کی تعداد بتدریج ترقی پر ہو تو اس کا مطلب معمولی عقل کے مطابق یہی ہو سکتا ہے کہ تحریک کامیاب ہے۔

اگر یہ اصول درست ہے۔ تو اس اصول کے مطابق تحریک احمدیت کے پچاس ساٹھ سال کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے صوفی صاحب کو معلوم ہو جائے گا کہ تحریک احمدیت روز بروز مستقل ترقی کی منازل طے کرتی جا رہی ہے۔ نہ صرف اسکے حامیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ بلکہ جہاں آغاز میں ایک بیرونی مشن بھی قائم نہیں ہوا تھا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچاسوں مشن کفر کے گڑھوں میں قائم ہو چکے ہیں۔ اور کوئی براعظم۔ کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں احمدیوں نے اسلام کا پیغام منظم طور پر پہنچانے کا بندوبست نہ کیا ہو۔ احمدیت ہی ہے جس نے نہ صرف جھونپڑوں میں بلکہ بڑے بڑے ایوانوں حتیٰ کہ اقوام متحدہ کی سٹیج پر بھی بے باکی کے ساتھ قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ کی شمعیں روشن کی ہیں۔ متعدد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں تک یہ تراجم پہنچائے ہیں۔

اب اس بات کو لیجئے۔ جس پر صوفی صاحب نے اپنے انگریزی کے ٹریکٹ کے پہلے حصہ میں زور دیا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ دنیا اب بہت ترقی کر چکی ہے اور کوئی محدود طبقہ اسلام کی عالمگیر تحریک کے سامنے نہیں پہنچ سکتا اس لئے بھارت کے ہندو اگر کوئی انسانی اخوت کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو اسلام کے واحد خدا اور واحد انسانی برادری کا تصور قبول کر لینا چاہیئے۔ اس ضمن میں بھی احمدیت آج تک عملاً جو کر چکی ہے اور کر رہی ہے اس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جو خیالات سے نکل کر عمل کے میدان میں اترتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف زبردست تحریروں کے ذریعہ اس سوال کے ہر پہلو کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے اور دیگر تصانیف میں ذکر کرنے کے علاوہ آپ نے خاص طور پر اپنے رسالہ "پیغام صلح" میں اس سوال کے عملی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ بلکہ آپ نے صوفی صاحب کی طرح صرف کہہ نہیں دیا اور مسالہ ہی پیش نہیں کیا بلکہ ایک باعمل انسان کی طرح اس سوال کی عملی تفصیلات کو بھی اجاگر کیا ہے آپ نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ بلکہ آپ نے بتایا ہے کہ ایسا کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک آدھ حوالہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ آپ "پیغام صلح" میں ص۲۹ پر فرماتے ہیں:۔

"اے عزیزو! پرانا قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول ہوں۔"
(پیغام صلح ص۲۶)

اپنے رسالہ ست بچن میں آپ فرماتے ہیں:۔
"ہر ایک فریق کے نیک دل اور شریف آدمی کو چاہیئے کہ خود غرض بادشاہوں اور راجوں کے قصوں کو درمیان میں لا کر خواہ مخواہ ان کے بے جا کینوں سے جو محض نفسانی اغراض پر مشتمل ہیں آپ حصہ نہ لے وہ ایک قوم تھی جو گذر گئی ان کے اعمال اُن کیلئے اور ہمارے اعمال ہمارے لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنی کھیتی میں ان کے کانٹے نہ بوئیں اور اپنے دلوں کو محض اس وجہ سے خراب نہ کریں کہ ہم سے پہلے بعض ہماری قوم میں سے ایسا کر چکے ہیں"

ان حوالوں سے ہم صرف یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ایک باعمل انسان کس طرح ایک مقصد کے حصول کے لئے اس کے ہر ابتدائی پہلو اور غایت پر نظر رکھ کر قدم اٹھاتا ہے۔ یہ صرف ایک پہلو ہے۔ صرف اسی پہلو کے متعلق آپ کے خلفاء نے خاص کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جو عملی اقدام کئے ہیں ان کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ جلسہ سیرت النبیؐ میں غیر مسلموں کو مدعو کرنے کا آغاز کیا گیا اور ایسے جلسے تمام دنیا میں ہر سال منعقد ہوتے ہیں اس طرح آنحضرت صلعم کا پیغام ہندوؤں عیسائیوں۔ یہودیوں الغرض ہر مذہب کے لوگوں تک پہونچ سکتا ہے اور وہ آنحضرتؐ کی سیرت کا مطالعہ کر کے اپنی تقریریں تیار کرتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کی بے مثال سیرت کے متعلق غیر مسلموں کی آراء کا ایک عظیم ذخیرہ جمع کر لیا گیا ہے۔ جو اسلام کے خلاف تعصبات دور کرنے کے کام آتا ہے یہی نہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے "پیشوایان مذاہب" کے جلسوں کا آغاز کر کے ایک ایسا کام کیا ہے کہ اقوام و مذاہب میں اتفاق و اتحاد اور خدا پرستی کے متفقہ محاذ پر کھڑا ہونا نہایت آسان ہو گیا ہے۔ اس سٹیج پر تمام مذاہب کے بزرگوں کی سیرتیں بیان کی جاتی ہیں۔ یہ صرف دو باتیں ہیں جو ہم نے اس ضمن میں پیش کی ہیں کہ جماعت احمدیہ نے نہ صرف برصغیر ہند کے مختلف المذاہب لوگوں بلکہ تمام دنیا کو خدائے واحد اور انسانی اخوت کے متفقہ محاذ پر لانے کے لئے کیا کیا عملی اقدام کئے ہیں اور کس طرح صوفی صاحب کے خیال کو پچاس سال سے عملی جامہ پہنا دیا ہے۔ ہمیں معاف رکھا جائے اگر ہم کہیں کہ صوفی صاحب صرف صوفی ہی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ صرف ہاہو سے یہ کام سر انجام پا سکتا ہے اور دس بیس سال میں ہی ایشیا اور افریقہ کو خلافت علیٰ منہاج النبوت کی راہ پر لایا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ "پیغام صلح" کے آغاز کے چند الفاظ نقل کرتے ہیں تاکہ صوفی صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو تھوڑا سا معلوم ہو جائے کہ جماعت احمدیہ کے بانی علیہ السلام نے اس لحاظ سے کیا عظیم کام کیا ہے۔ فہو ھذا۔

"اے میرے قادر خدا اے میرے پیارے رہنما۔ تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا۔ اور ہمیں اُن راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دُنیا کی حرص و ہوا۔

امابعد اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دُنیا کا خالق و مالک ہے

(باقی ص۸ پر)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۵ جون ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

(۲)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے :

پیشگوئیوں کو قبل از وقوع سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے

اس کے علاوہ میں آج یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ

پیشگوئیاں اپنے اندر عجیب رنگ رکھتی ہیں

قبل از وقوع ان کا سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن جب وہ پوری ہو جاتی ہیں۔ تو عقل محوِ حیرت ہو جاتی ہے۔ کہ کس صفائی سے پوری ہوئیں دجال اور مسیح کے متعلق جو پیشگوئیاں حدیثوں میں درج ہیں۔ ان کے متعلق پہلے مسلمانوں نے بہت ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کیونکہ ان کا پورا ہونا اسی زمانہ میں مقدر تھا۔ اور وہ پیشگوئیاں اسی زمانہ کے لئے مخصوص تھیں اس لئے

پہلے زمانہ کے مسلمان

سمجھ ہی نہیں سکے۔ کہ ان کی حقیقت کیا ہے۔ لیکن آج وہ اس صفائی سے پوری ہو رہی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کہ کس طرح تیرہ سو سال قبل ان کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح ناصری نے جو پیشگوئیاں کی تھیں۔ وہ بھی اس زمانہ میں نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جس زمانہ میں کسی پہلی پیشگوئی کا پورا ہونا مقدر ہوتا ہے۔ اس وقت کسی فرستادہ کے ذریعہ اسے دوہرایا جاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تو صرف اتنا کہا تھا کہ مری پڑے گی۔ اور زلزلے آئیں گے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی تفصیلات بھی بیان فرمائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے ڈیڑھ دو سو سال پہلے ہندوستان میں کبھی کوئی خطرناک زلزلہ نہیں آیا تھا مگر پیشگوئی کے چند ماہ بعد ہی کانگڑہ کا زلزلہ آیا۔ اور پھر پے در پے زلزلے آتے چلے گئے۔ اسی طرح روس کی بادشاہت کے تباہ ہونے کے متعلق آپ نے جو پیشگوئی فرمائی۔ وہ نہایت صفائی سے پوری ہوئی

اصل بات یہ ہے

کہ جب زمانہ دور ہوتا ہے تو مجمل الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن جس زمانہ میں وہ پیشگوئی پوری ہونی ہوتی ہے۔ وہ تفاصیل بیان کرتا ہے۔ اگر تفاصیل بیان نہ ہوں۔ تو پیشگوئیوں کو لوگ سمجھ ہی نہ سکیں۔ موجودہ زمانہ میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہ لاتے۔ اور آپ ان پیشگوئیوں کی تفاصیل سے آگاہ نہ کرتے تو ہمارے لئے ان پیشگوئیوں کا سمجھنا بڑا مشکل ہو جاتا۔

سٹرائیک میں شریک نہیں ہونا چاہئے

ایک دوست نے عرض کیا کہ سٹرائیک کے متعلق حضور کا کیا فتویٰ ہے۔ کیا احمدی کسی سٹرائیک میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

حضور نے فرمایا:۔

اصل فتویٰ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے کہ سٹرائیک میں شریک نہیں ہونا چاہئے سٹرائیک ایک ایسی چیز ہے کہ انسان قانون اور فیصلے کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ یہ پسندیدہ طریق نہیں اور اس طرح دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ جائز طریق سے اپنے مطالبات کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور ان کے متعلق افسران بالا تک اپنی آواز پہنچائی جا سکتی ہے لیکن ہر آدمی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت دے دی جائے۔ تو دنیا سے امن اٹھ جائے۔ اس لئے شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ تم ظلم برداشت کرو لیکن وہ طریق اختیار نہ کرو۔ جو اس سے زیادہ ظلم پیدا کرنے کا موجب ہو۔

فرمودہ ۱۶ جون ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

مسجد مبارک میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام

آج مجلس علم و عرفان میں لاؤڈ سپیکر کا پہلی دفعہ انتظام کیا گیا تھا حضور نے اس کے متعلق اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی بات ہوتی ہے دو سال سے ہمارے بعض دوستوں نے مجلس کے لئے لاؤڈ سپیکر لگانے کا وعدہ کر رکھا تھا لیکن کسی نہ کسی وجہ سے انہیں وعدہ ایفا کرنے کی توفیق اب تک نہ مل سکی۔ شاید دو ماہ کا عرصہ ہوا ہو گا۔ میں نے مجلس میں اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ ابھی تک لاؤڈ سپیکر کا انتظام نہیں ہو سکا۔ اس پر

سیٹھ محمد صدیق صاحب

کلکتہ والوں نے درخواست کی کہ انہیں لاؤڈ سپیکر کا انتظام کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے اجازت دے دی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کو توفیق دی۔ اور آج لاؤڈ سپیکر لگ گیا ہے۔ اب عورتوں کی شکایت بھی رفع ہو جائے گی۔ اور وہ بھی ہمارے گھر میں بیٹھ کر آسانی سے میری باتیں سن سکیں گی۔ اسی طرح اس لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اردگرد کی چھتوں پر بیٹھنے والے آدمی بھی میری باتیں سن سکیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے ہماری آواز لوگوں تک پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے کہ وہ اس کی آواز سن کر اس پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ دراصل اعمال کے پیچھے جو نیت کی سنجیدگی اور اخلاص ہوتا ہے۔ وہ کبھی ضائع نہیں جاتا۔ اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کو بعض نیک کاموں کی دوسروں کی نسبت پہلے کرنے کا موقعہ دے دیتا ہے۔

اصل نیکی وہی ہے جس پر دوامت اختیار کی جائے

آج میں اس امر پر بھی اظہار خوشنودی کرنا چاہتا ہوں کہ سنتوں کی آخری رکعت میں نوجوانوں کی طرف سے آگے بڑھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جو شور سا پیدا ہوتا تھا۔ وہ آج نہیں ہوا۔ مگر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جو سبق نوجوانوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ کب تک انہیں یاد رہتا ہے۔ کیونکہ

اصل نیکی وہی ہے

جس پر دوامت اختیار کی جائے۔ اور جس کا اثر دیرپا اور مستقل ہو۔ اگر بار بار یاد دلانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تو یہ مومن کا حقیقی مقام نہیں ہوتا۔ نوجوانوں کو ایسے رنگ میں اخلاق سکھنے چاہئیں کہ وہ ان کے اندر جڑ پکڑ جائیں۔ اور ان کی روزانہ عادت میں داخل ہو جائیں جس نیکی پر دوامت اختیار نہ کی جائے۔ اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہر وقت لاحق رہتا ہے۔

ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور آپ نے چھت سے بندھا ہوا ایک رسہ دیکھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ رسہ کس لئے لٹکایا گیا ہے۔ اس پر آپ کو بتایا گیا کہ آپ کی فلاں بیوی رات کو جب عبادت کرتی ہیں۔ تو تھک جاتی ہیں۔ تو اس رسے کا سہارا لے لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس رسے کو اتار دو۔ انسان کو اتنی ہی عبادت کرنی چاہئے جس سے ملال پیدا نہ ہو۔ اور جس پر دوام اختیار کیا جا سکے۔ درحقیقت مومن کیفیت کے تابع نہیں ہوتا بلکہ کیفیت اس کے تابع ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ خیال آیا۔ تو بہت جوش کے ساتھ نیکیوں میں لگ گئے۔ اور وہ حالت جاتی رہی۔ تو عملی حالت میں بھی فرق آ گیا مومن خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تمام کیفیتوں پر غالب ہوتا ہے۔ ویسے بھول کر غلطی کر بیٹھنا اور بات ہے۔ ورنہ عادتاً مومن کو نیکیوں پر قائم رہنا چاہئے۔

روحانی ترقی کے متعلق ہمیشہ اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے رہو

اصل چیز یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنی زندگی کا محاسبہ کرتا ہے۔ کہ روحانیت میں کس قدر ترقی ہو رہی ہے۔ میں ایک دن جماعت کی روحانی ترقی کے متعلق غور کر رہا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ جماعت میں بہت سے ایسے لوگ تھے جو جوانی کی عمر میں بہت اخلاص رکھتے تھے۔ لیکن جوں جوں ان پر بڑھاپا آتا گیا۔ ان کی ایمانی حالت کمزور ہوتی گئی۔ حالانکہ یہ قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ انسان اخلاص کے ساتھ ایک نیکی کرے اور پھر اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ اور نیکیاں کرنے کی اسے توفیق نہ دے۔

ایمان کی دو قسمیں

ہیں۔ ایک ایمان ذاتی ہوتا ہے۔ اور دوسرا ایمان جزائی ہوتا ہے۔ جب انسان اخلاص اور تقوے کے ساتھ ذاتی ایمان کا ثبوت دیتا ہے۔ اور نیکیاں کرتا ہے۔ تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو مزید ایمان عطا فرماتا ہے۔ اور اسے پہلے سے بڑھ کر نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ یہ ایمان جزائی ہوتا ہے۔ جو ذاتی ایمان کی جزا کے طور پر انسان کو ملتا ہے۔ اگر کسی کو یہ ایمان جزائی حاصل نہ ہو۔ اور

عمر کے انحطاط کے ساتھ

اعمال صالحہ میں بھی کمزوری آ جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ

کہ اس کے اعمال میں ضرور کوئی ایسا نقص اور کمزوری تھی جس کی وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جزائی ایمان سے محروم رہا۔ ورنہ

یہ خلاف عقل بات ہے

کہ انسان بیج بوئے اور پھر اس کا پھل حاصل نہ ہو۔ جسمانی لحاظ سے تو انسان پر بڑھاپے میں کمزوری آجاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھ سکے۔ یا نماز کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے۔ لیکن روحانیت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے یہی قانون بنایا ہے کہ اگر وہ جوانی کی عمر میں صحت نیت کے ساتھ عمل کرے تو بڑھاپے کی عمر میں اس کی روحانیت بہت زیادہ ترقی کر جاتی ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ، قرآن کریم کی اس آیت میں اشارہ کرتا ہے کہ وللآخرة خیر لک من الاولیٰ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک زمانہ وہ بھی تھا جب آپ چھ چھ ماہ کے مسلسل روزے رکھتے تھے لیکن پھر ہم نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جب بیماری کی وجہ سے آپ رمضان کا ایک روزہ بھی نہ رکھ سکتے تھے لیکن یہ بات تو جسمانی انحطاط کی وجہ سے تھی روحانیت کے لحاظ سے آپ اپنی آخری عمر میں جوانی کی نسبت کہیں آگے نکل چکے تھے۔ ابتدائی زندگی میں جس قدر الہامات پندرہ برس میں ہوئے آخری عمر میں ایک ایک سال کے اندر اس سے زیادہ الہامات ہوئے ہیں۔ پس مومن وہی ہے جس کی دوسری حالت ہمیشہ پہلی حالت سے اچھی ہو۔ ورنہ سمجھا جائے گا کہ جوانی کی عبادت محض رسمی اور نمائشی تھی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ جوانی کی عمر میں انسان نیکی اور تقویٰ کا ایک بیج بوئے اور بڑھاپے میں وہ سو گنا نہ بڑھ جائے پس انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ

اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے

اور دیکھتا رہے کہ میرے اعمال کی حالت پہلے سے اچھی ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ ملکہ رکھا ہے کہ اگر وہ ایک عرصے تک اپنے نفس کا جائزہ لیتا رہے تو اپنے اعمال کے تمام مخفی نقائص معلوم کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں کبھی بھی شیطان اس پر حملہ کر کے اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ شیطان گھر کے چور کی طرح ہوتا ہے جو یکدم نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مثلاً گھر کے نوکروں میں سے اگر کوئی چور ہو تو وہ ابتداء میں ایک آدھ روپیہ نکالتا ہے تا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ اگر زیادہ روپیہ نکالے تو گھر والوں کو معلوم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے وہ پہلے چھوٹی چھوٹی چیزوں کی چوری کرتا ہے تا کہ گھر والوں کو علم نہ ہو جائے اسی طرح شیطان بھی یکدم متاع ایمان نہیں لے جا سکتا بلکہ وہ بھی آہستہ آہستہ نقصان پہنچاتا ہے اور اگر

اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی عادت

ہو تو شیطان بہت جلد پکڑا جاتا ہے۔ اگر ہم اپنے مخفی نقائص کو جلد پکڑ لیں تو ان کا دور کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ لیکن اگر دیر تک محاسبہ نہ کیا جائے تو شیطان دلیر ہو جاتا ہے اور ان نقائص کو دور کرنا مشکل ہو جاتا ہے اگر ہم پچاس نمبروں سے انچاس پر آجائیں تو پھر پچاس پر پہنچنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن اگر انچاس نمبر سے گر کر دس نمبر پر آجائیں تو پھر اتنی بڑی کمی کو پورا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ روحانی بینائی ایسی چیز ہے کہ اسے جس قدر استعمال کریں بڑھتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس سے اپنے مخفی عیوب بھی نظر آنے لگتے ہیں جو پہلے نظر نہ آتے تھے۔ یاد رکھو

زندگی کا راستہ بہت کٹھن ہے

اگر ابتدائی عمر میں انسان بھٹک جائے تو پھر عمر بھر ایک حسرت اور ندامت دل میں رہتی ہے لیکن وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔ اس لئے انسان سوائے پچھتانے کے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوتا ہے کہ انسان بچپن سے ہی نیکی کے رستے کو اختیار کرے اور پھر اس پر ہمیشہ قائم رہے۔

قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کیلئے ہمیں حفاظ کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

"قرآن کریم کا چرچا اور اس کی برکات کو عام کرنے کے لئے ہماری جماعت میں بکثرت حفاظ ہونے چاہئیں۔ پرسوں ایک دوست مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اپنے لڑکے کو قرآن شریف حفظ کرانا چاہتے ہیں۔ مگر جو دوست ملتا ہے کہتا ہے ایسا نہ کیجئے۔ بچہ بوجھ تلے دب جائے گا اور وہ بیمار ہو جائے گا۔ میں نے جواب دیا کہ شیطان تو ہمیشہ ہی نیک کام میں دخل دیا کرتا ہے۔ آپ اسے بھی شیطانی وسوسہ سمجھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ہر جماعت میں کچھ لوگ شیطان کے قائم مقام ہوتے ہیں وہاں مومن بھی بعض دفعہ اپنی کمزوری سے ایسے لوگوں کو دلیر کر دیتے ہیں۔ اسلام کو روپے کی ضرورت ہے۔ اگر شیطان کسی کو دھوکا دینا چاہے تو اس رنگ میں بھی دھوکا دے سکتا ہے کہ چندہ دینا ہی کافی ہے اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہمارے بچے قرآن حفظ کریں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ چندہ مانگا جاتا ہے انسانوں پر خرچ کرنے کے لئے۔ جب آدمی ہی نہ ہوں گے تو خرچ کس پر ہوگا۔ بہرحال قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کے لئے ہمیں حفاظ کی سخت ضرورت ہے۔ حفاظ کے نہ ہونے کا یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو تراویح پڑھانے والے نہیں ملتے اور باہر سے بلانے پڑتے ہیں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے ایک بچہ میرے پاس آیا جو بہت ذہین معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بہن نے بتایا کہ میرے اس بھائی نے خود بخود آدھا سیپارہ حفظ کر لیا ہے۔ میں نے کہا گھر میں اپنے طور پر حفظ کرنے سے تلفظ کی غلطیاں پختہ ہو جائیں گی اور پھر ان کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ جس نے قرآن کریم حفظ کرنا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی اچھے حافظ یا قاری کی نگرانی میں حفظ کرے تا کہ وہ صحیح طور پر حفظ کر سکے" (ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اخبار الفضل ۲۵ اگست ۱۹۶۰ء)

حضور اقدس کے ان ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم حفظ کرانے کا شوق دلائیں۔ اس غرض کے لئے جامعہ احمدیہ کی زیر نگرانی حافظ کلاس جاری ہے۔ دوست اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس کلاس میں داخل کروا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نوٹ:۔ مستحق طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں (وکیل التعلیم۔ ربوہ)

قابل تقلید نمونہ

محترم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ کماس ضلع لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔

"چندہ وقف جدید کی کل رقم مبلغ ۱۸۵/ روپے ارسال ہے .... حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی عرض کر دیں کہ اس جماعت کے لئے دعا فرمائیں"

حضور اقدس کی خدمت میں خاص طور پر دعا کے لئے عرض کر دیا گیا۔ احباب جماعت بھی ان مخلصین کی روحانی اور دنیاوی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔ اللّٰھم تقبل۔ اللّٰھم زد فزد۔ (انچارج وقف جدید)

درخواست دعا

مجھے گزشتہ دنوں سے گلے کی بہت تکلیف ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائے۔ آمین (ماسٹر مولاداد (سابق صدر شہزادہ ضلع سیالکوٹ) محلہ دار الیمن شرقی۔ ربوہ)

کامیاب طلباء اور طالبات کیلئے ایک قابل تقلید نمونہ

عزیزہ ممتاز مفتی صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ سیالکوٹ شہر نے اپنے امتحان بی اے کی کامیابی کی خوشی پر مبلغ یکصد پچاس روپیہ (۱۵۰/) کا عطیہ برائے مسجد احمدیہ فرینکفورٹ (جرمنی) تحریک جدید کو ادا فرمایا ہے۔ جزاھا اللہ تعالیٰ فی الدارین خیراً۔

احباب کو معلوم ہی ہے کہ ہر خوشی کے موقعہ پر مساجد ممالک بیرون کی تعمیر کے لئے کچھ نہ کچھ چندہ بطور شکرانہ ادا کرنا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی ایک ہدایت کی تعمیل ہی ہے۔ اس لئے عزیزہ موصوفہ کی یہ قربانی یقیناً کامیاب طلباء اور طالبات کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عزیزہ موصوفہ کو جزائے خیر سے نوازے اور اس کامیابی کو آئندہ بے شمار بابرکت اور عظیم الشان کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔ (وکیل المال اول تحریک جدید۔ ربوہ)

نائیجیریا کی آزادی کی تقریب پر افریقن طلباء کی طرف سے دعوت عصرانہ

یکم اکتوبر گزشتہ نائیجیریا کی آزادی کے موقعہ پر ربوہ میں رہنے والے افریقن طلباء نے بڑے جوش و خروش سے یہ مبارک دن منایا۔ انہوں نے افریقہ میں سب سے بڑے اسلامی ملک کو خوش آمدید کہتے ہوئے کمیٹی روم تحریک جدید میں نماز عصر کے بعد ایک عصرانہ کا انتظام کیا۔ افریقہ کے سابق مبلغین کے علاوہ تحریک جدید کے وکلاء اور صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان بھی مدعو تھے۔ چائے کے بعد ربوہ میں افریقن طلباء کے پریذیڈنٹ مسٹر جعفر عبداللہ سلومی کی درخواست پر مولانا جلال الدین صاحب شمس نے کرسی صدارت کے فرائض سر انجام دیئے۔ تلاوت قرآن کریم مولوی ابو طالب صاحب نے کی۔ پھر افریقن طلباء نے اپنا افریقن نیشنل ترانہ گایا۔ مسٹر جعفر سلومی، محمود دکو نے اور مسٹر ابراہیم، مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ اور مکرم مبارک احمد ساقی صاحب نے تقاریر فرمائیں اور نائیجیریا اور دوسرے افریقن ممالک کے آزاد ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔ صدارتی تقریر مولانا شمس صاحب نے کی۔ آخر میں صاحب صدر نے دعا کرائی اور یہ مبارک تقریب برخواست ہوئی۔

الاخبار والاٰراء

★ اہل دنیا کے مصنوعی خدا اور ان کا انجام ★ قلوب واذہان میں ایک نئے رجحان کی نشاندہی

★ دنیا میں غلبۂ اسلام کا سب سے موثر ذریعہ ★ سمگلروں کی پیٹھ ٹھونکنے والے نام نہاد مہذب

مصنوعی خدا اور ان کا انجام

جان ڈی راک فیلر نامی ایک امریکی نوجوان ۱۹۵۷ء سے جاپان میں مقیم ہے۔ وہ وہاں گذشتہ تین سال سے جاپانی زبان اور معاشرت و ثقافت پر عبور حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے ایک مضمون میں جاپانی طلبہ کے جذبات و احساسات اور افکار و میلانات کا نفسیاتی تجزیہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ اِس وقت وہ کس رَو میں بہے جا رہے ہیں۔ اس کا یہ مضمون مشہور امریکی رسالے "لائف" میں شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ رقمطراز ہے:۔

"جاپانی طلبہ کا اب اندازِ فکر وہ نہیں ہے جو انکے والدین کا ہے دوسری عالمگیر جنگ کے انجام نے انکی الرئج الوقت اقدار کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ ۱۹۴۵ء تک انہیں یہی باور کرایا جاتا رہا تھا کہ وہ اپنے شہنشاہ کی معبودانہ حیثیت پر ایمان لائیں اور اپنا بھروسہ اسی کی منزہ عن الخطار ذات پہ رکھیں۔ جنگ کے بعد (جس میں جاپان کو بُری طرح شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ ناقل) خود شہنشاہ نے اس امر سے انکار کر دیا کہ اسے ایسا کوئی مرتبہ حاصل ہے۔ بدھ ازم کے کھوکھلا ہو جانے اور شنٹو ازم کی جنگ پر ابھارنے والی تعلیم کے خلاف نفرت بڑھ جانے کے باعث وہاں مذہب اور مذہبی اعتقادات سے متعلق قدیم اقدار کی سب وقعت خاک میں مل کر رہ گئی ہے۔"

("لائف" ۱۸ جولائی ۱۹۶۰ء)

دوسری عالمگیر جنگ میں جاپان کا تباہی کی چکی میں بری طرح پِیسا جانا، اس کے نتیجے میں خود شہنشاہِ جاپان کا اپنی ساختہ پرداختہ معبودانہ حیثیت سے دستبردار ہو جانا اور وہاں کے لوگوں کا شہنشاہ کی اس حیثیت کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دینا یہ سب باتیں حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہیں۔ کیونکہ آپ نے آج سے نصف صدی قبل دنیا کو ایک عالمگیر عذاب سے خبردار کرتے ہوئے خاص طور پر جزائر کے رہنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ اے جزائر کے رہنے والو! اُس وقت تمہارے مصنوعی خدا تمہاری کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس ضمن میں جو پیشگوئی کی تھی اس میں فرمایا:۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی ص۲۵۷)

ایک نئے رجحان کی نشاندہی

گوجرانوالہ کے ایک دینی ادارہ نے حال ہی میں دو کتابیں شائع کی ہیں جو ابو احمد عبداللہ صاحب لودھیانوی کی تحریر کردہ ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام ہے۔ "اشتراکیانِ روس اور مادہ پرستوں کو دعوتِ اسلام" اور دوسری کتاب "عالمی مشکلات کا یقینی حل" کے نام سے موسوم ہے۔ ان ہردو کتب پر تبصرہ کرتے ہوئے لاہور کا ایک دینی مجلہ رقمطراز ہے:۔

"مذکورہ بالا کتابیں اس احساس کے ساتھ شائع کی گئی ہیں کہ مسلمان قوم جس کا مرتبہ و مقام یہ تھا کہ وہ اللہ کے دین کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کا فرض منصبی ادا کرتی، اپنی ذمہ داریوں سے بالکل بے خبر ہے، حالانکہ دوسرے مذاہب کے مشنری اپنے مذاہب کی خدمت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ مولف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اسلام ایک عقلی دین ہے۔ اور موجودہ عقلی دور میں اسے پیش کرنے کا کام اگر ٹھیک طریقے سے انجام پائے تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا کی بیشتر آبادی اسے قبول نہ کرے۔ مولف یہ رائے بھی رکھتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں دوسرے نظامہائے فکر ناکام ہو گئے ہیں اور دنیا از خود چند عالمگیر اصولوں کے تحت زندگی بسر کرنے کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ یہ ضرورت چونکہ اسلام بطریق احسن پوری کر سکتا ہے اس لئے مسلمانوں کو عقلی انداز میں دین کو پھیلانے کی جدوجہد کرنی چاہیئے مصنف کا یہ احساس ہمارے نزدیک نہایت قابل قدر ہے ہم اس رائے سے پوری طرح متفق ہیں کہ دین کو عقلی استدلال کے ساتھ پیش کرنے کی جتنی ضرورت اب ہے شاید اتنی پہلے کبھی نہ تھی اور دین کی تبلیغ کا کام اتنا اہم ہے کہ قوم کو واقعی اپنی پوری طاقت اسی مقصد پر صرف کرنی چاہیئے۔"

(ماہنامہ میثاق بابت اگست ۱۹۶۰ء)

اس میں شک نہیں مذکورہ بالا ہر دو کتابوں کے مؤلف نے فی زمانہ دنیا کے کونے کونے میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کرنے کی اہمیت پر جو زور دیا ہے اور ماہنامہ مذکور نے جن زوردار الفاظ میں اس کی تائید کی ہے وہ نہ صرف درست بلکہ بہت بڑی صداقت پر مبنی ہے ساتھ ہی اس سے اس امر کی نشاندہی بھی ہوتی ہے کہ اب جہادِ اصغر کو ہی اس کی مخصوص شرائط پر نظر ڈالے بغیر اصل جہاد سمجھنے کا رجحان کم ہوتا جا رہا ہے اور جہادِ کبیر (جو ہر حال میں ہر مسلمان پر فرض ہے) کی بنیادی اہمیت دن بدن اجاگر ہو رہی ہے۔ یہ صورتِ حال ایک خوشکن تبدیلی یا ایک نئے رجحان پر دلالت کرتی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

تاہم اس ضمن میں یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ تبلیغ اسلام کی ضرورت آج یا خاص اس زمانے یعنی ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوئی ہے۔ یا یہ کہ آج جبکہ دوسرے مذاہب کے مشنری اپنے مذاہب کی خدمت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ ان کے بالمقابل اسلام کی خدمت بجالانے والے مبلغین سے دنیا یکسر خالی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ تبلیغ اسلام کی ضرورت کہیں زیادہ شدت کے ساتھ آج سے بہت عرصہ قبل ہی پیدا ہو چکی تھی یعنی انیسویں صدی کے اواخر میں کہ جب ایک خاص مذہب کے مشنریوں نے غول در غول مغرب سے نکل کر مشرقی ملکوں میں اپنے مذہب کو پھیلانے کی غرض سے ایک نئی اور پُرجوش مہم کا آغاز کیا تھا۔ اُس وقت اِس امر کی شدید ضرورت تھی کہ نہ صرف اسلام کی طرف سے مشرق میں ان کا مقابلہ کیا جائے بلکہ خود مغرب میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ لیکن اُس وقت مسلمانوں کی اپنی بے عملی کے باعث اسلام انتہائی غربت کی حالت میں تھا اور کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ وہ اسلام پر حملہ آور مشنریوں کا مقابلہ کرے۔ ایسے نازک وقت میں خدائی غیرت جوش میں آئی اور اس نے اپنے ایک اصلح و اہمثل بندے کو "مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعت نورِ حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادے سے" دنیا میں بھیجا تا وہ دنیا میں اسلام کی اشاعت اور اس کے غلبہ کے لئے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کی بنیاد رکھے اور اس کے خاطر دنیا کے کونے کونے میں اشاعتِ اسلام کی راہ ہموار کرے خدا کے اس اصلح و اہمثل بندے نے جو خاص اس کام کے لئے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا تھا ملت اسلامیہ کے خزاں گزیدہ چمن میں بہارِ جاوداں کی ایک نئی طرح ڈالنے کے بعد مسلمانوں کو خوشخبری دی:۔

"اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ

بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا ......"

(اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء رقم فرمودہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آج وہی لوگ جنہوں نے خدا کے اس اصلح و اشمل بندے کی آواز پر لبیک کہا تھا اس کی قوت قدسیہ سے فیضیاب ہونے کے بعد مشرق و مغرب کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور ان کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجے میں سچائی کا آفتاب مغرب سے طلوع ہوتا دکھائی دینے لگا ہے۔ مغرب سے طلوع ہونے والے اس آفتاب کی ابتدائی کرنیں ہی تو ہیں جو ان لوگوں پر بھی دنیا میں تبلیغ اسلام کی ضرورت اور اس کی اہمیت کو اجاگر کر رہی ہیں جو اب تک اس سے غافل تھے۔

سب سے مؤثر ذریعہ

بھارت سے شائع ہونے والے ایک مشہور دینی مجلہ نے "امام ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ بصری ہندی" کے حالات پر قاضی اطہر صاحب مبارک پوری اڈیٹر البلاغ بمبئی کا ایک تحقیقی مقالہ شائع کیا ہے۔ اس مقالہ میں امام ابو موسیٰ اسرائیل (جو دوسری صدی ہجری کے نصف اوّل میں ہندوستان آئے تھے) کے تبلیغی کارناموں پر روشنی ڈال کر جہادِ کبیر یعنی تبلیغ اسلام کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح اسلام بعض مبلغین اسلام کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجے میں ہندوستان سے گذر کر چین تک پھیلتا چلا گیا۔ چنانچہ فاضل مقالہ نویس تحریر فرماتے ہیں:-

"بہت سے محدثین اور علمائے اسلام نے تجارت کے بہانے علمی اور دینی اسفار کا سلسلہ ہندوستان سے گذر کر چین تک پھیلا دیا۔ ہندوستان ان کے سفر کی درمیانی منزل ہوتی تھی۔ محدث ابراہیم بن اسحاق صینی (چینی) کوفہ کے رہنے والے تھے جو چین تک تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر چینی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ یاقوت حموی نے لکھا ہے:-

واما ابراھیم بن اسحاق الصینی فھو کوفی کان یتجر الی الصین فنسب الیھا (معجم البلدان ج ۵ ص ۴۷)

یعنی ابراہیم بن اسحٰق چینی کوفہ کے باشندے تھے چین تک تجارت کرتے تھے اس لئے چینی کہلائے۔

مشہور محدث ابوالحسن سعد الخیر بن محمد بن سہل بن سعد انصاری جو اندلس کے رہنے والے تھے انہوں نے ہندوستان سے گذر کر چین تک سفر کیا۔ ان کا یہ سفر بھی بظاہر تجارتی سلسلہ میں تھا۔ یاقوت حموی نے لکھا ہے:

کان یکتب لنفسہ الصینی لانہ کان قد سافر من المغرب الی الصین (ایضاً)

یعنی وہ اپنے آپ کو چینی لکھا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے اندلس سے چین تک کا سفر کیا تھا۔

متعدد محدثین چینی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ مثلاً ابو عمرو حمید بن محمد بن علی شیبانی حمید الصینی، ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن زید صینی وغیرہ اس قسم کے بہت سے علمائے اسلام نے تجارت کے ذریعے دنیا میں علم و دین کی تبلیغ و تدریس کی خدمت انجام دی اور اپنے خریداروں کو صرف متاع دنیا ہی کا خریدار نہیں بنایا بلکہ ان کے دامن دل و دماغ کو علم اور دین کی متاع گرانمایہ سے بھی بھر دیا۔ ان ہی میں سے ایک ممتاز مبلغ علم و دین ابو موسیٰ اسرائیل بھی تھے۔

یہ مسلمان تاجر سواریوں پر سامانِ تجارت اور سینوں میں علم و دین کی متاعِ عزیز لئے ہندوستان آتے تھے۔ ان ہی میں وہ علماء، فقہاء، اور محدثین بھی ہوتے تھے جن کا مقصدِ اوّلین علوم دین اور کتاب و سنت کی تعلیم و اشاعت ہوتا تھا اور وہ تجارتی سفروں کو اس کا سب سے بہتر ذریعہ سمجھتے تھے۔"

(ماہنامہ "معارف" بابت ستمبر ۱۹۶۰ء)

کیا دوسری اور تیسری صدی ہجری کے تجار علماء، فقہاء، اور محدثین کے یہ تبلیغی کارنامے اس امر پر گواہ نہیں ہیں کہ اسلام کو دنیا میں غالب کر دکھانے کا سب سے مؤثر ذریعہ تبلیغ ہی ہے؟ اور کیا ان کے کارناموں سے اس امر کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس آخری زمانے میں بھی اسلام بالآخر تبلیغ کے ذریعے ہی غالب آئے گا۔

تہذیب کا شاہکار

آئے دن اخبارات میں ایسی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ امریکہ میں دن بدن جرائم کی رفتار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہاں کے حکام کی طرف سے اس پر گاہے گاہے گہری تشویش کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے۔ دولت و ثروت کی فراوانی کے باوجود وہاں لوٹ مار، چوری، ڈاکہ، قتل اور سمگلنگ وغیرہ جرائم کا بکثرت ارتکاب بظاہر تعجب خیز معلوم ہوتا ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو جرائم کی رفتار میں یہ "حیرت انگیز اضافہ" بلا وجہ نہیں ہے اس کی وجہ معاشرے کی ایک مخصوص خرابی ہے وہ خرابی کیا ہے؟ اس کا اندازہ ایک امریکی باشندے کے خط سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے جو امریکہ کے مشہور رسالے "لائف" نے اپنی ایک گذشتہ اشاعت میں شائع کیا ہے۔ چند ماہ پیشتر "لائف" نے بین الاقوامی سطح پر سمگلنگ کے وسیع کاروبار کے خلاف ایک مضمون شائع کیا تھا۔ اسے پڑھ کر ایک امریکی باشندے نے ایڈیٹر کے نام حسب ذیل خط ارسال کیا:-

"جنابِ عالی!

اپنے لغوی یا اصطلاحی معنوں کی رو سے سمگلنگ کو جرم قرار دیا جا سکتا ہے لیکن فی الحقیقت جب ایسے ملکوں کی حکومتیں (جہاں ساز و سامان کی قلت ہے جیسے سپین وغیرہ) اپنے شہریوں اور ان چیزوں کے درمیان جنہیں وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ناروا پابندیاں اور رکاوٹیں کھڑی کر دیں تو پھر سمگلنگ کو کسی لحاظ بھی غیر شریفانہ پیشہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

میں سمگلروں کو جو ایسے احمقانہ قوانین کے خلاف عملاً نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ دل کھول کر شاباش کہتا ہوں۔"

ایلن ایل۔ لیوبن
برجٹن مسوری

(لائف ۱۸ جولائی ۱۹۶۰ء)

بھلا جس معاشرے میں گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے ایسے دیدہ دلیر حمایتی اور ان کی پیٹھ ٹھونکنے والے موجود ہوں اور مقتول کی بجائے قاتل اور مظلوم کی بجائے ظالم کے حق میں جن کا جذبۂ ہمدردی جوش میں آ جانے کا عادی ہو وہاں جرائم کی رفتار میں کیوں اضافہ نہ ہو۔ کیا یہی تہذیب کا وہ کمال ہے جس پر اہلِ مغرب نازاں ہیں اور جس کے بل پر وہ باقی دنیا کو غیر مہذب گردانتے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے!

درخواستِ دعا

میری والدہ محترمہ آج کل سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال راولپنڈی میں زیر علاج ہیں ابھی تک بیماری میں کوئی افاقہ نہیں ہوا احباب کرام کی خدمت میں نہایت عاجزانہ طور پر دعا کی درخواست ہے۔

(ملک مسعود احمد جاوید قائد مجلس خدام الاحمدیہ گنج مغلپورہ لاہور)

بقیہ صفحہ ۲

اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں۔ اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔

اے ہموطنو!! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں۔ وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں۔ کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

دوستو!! یقیناً سمجھو۔ کہ اگر ہم دونوں قوموں میں سے کوئی قوم خدا کے اخلاق کی عزت نہیں کرے گی۔ اور اس کے پاک خلقوں کے برخلاف اپنا چال چلن بنائے گی۔ تو وہ قوم جلد ہلاک ہو جائے گی! اور نہ صرف اپنے تئیں بلکہ اپنی ذریت کو بھی تباہی میں ڈالے گی۔ جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے تمام ملکوں کے راستباز یہ گواہی دیتے آئے ہیں۔ کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کے لئے ایک آبِ حیات ہے اور انسانوں کی جسمانی اور روحانی زندگی اسی امر سے وابستہ ہے کہ وہ خدا کے تمام مقدس اخلاق کی پیروی کرے جو سلامتی کا چشمہ ہیں۔

پروگرام سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ

۲۸ اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز جمعۃ المبارک

(اجلاس اوّل)

۳-۰۰ بجے تا ۳-۱۰ بعد دوپہر — تلاوت قرآن مجید

عہد

۳-۱۰ تا ۳-۲۰ — نظم

۳-۲۰ تا ۳-۳۵ — افتتاحی تقریر — حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے افتتاح کے لئے عرض کیا جائے گا۔

۳-۳۵ تا ۳-۵۰ — درس قرآن مجید — محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب

۳-۵۰ تا ۴-۰۵ — درس حدیث النبی صلعم — مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

۴-۰۵ تا ۴-۲۰ — درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام — مکرم مولوی ابو العطاء صاحب

۴-۲۰ تا ۴-۳۰ — نظم

۴-۳۰ تا ۵-۳۰ — تفریحی و ورزشی مقابلے

۵-۳۰ تا ۷-۳۰ — وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام

اجلاس دوم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰ — تلاوت قرآن مجید

۷-۴۰ تا ۷-۵۰ — نظم

۷-۵۰ تا ۹-۱۵ — مجلس شوریٰ

۹-۱۵ تا ۹-۳۰ — درس قرآن مجید — مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس

۹-۳۰ — شب بخیر

۲۹ اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز ہفتہ

اجلاس سوم

۴-۰۰ تا ۴-۳۵ — نماز تہجد

۴-۳۵ تا ۵-۳۵ — نماز فجر

۵-۳۵ تا ۵-۵۰ — درس قرآن مجید — مکرم مولوی ابو العطاء صاحب

۵-۵۰ تا ۷-۰۰ — ذکر حبیب علیہ السلام — (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے کچھ بزرگ صحابی اپنی روایات بیان فرمائیں گے)

۷-۰۰ تا ۸-۳۰ — ناشتہ

اجلاس چہارم

۸-۳۰ تا ۸-۴۰ — تلاوت قرآن مجید

۸-۴۰ تا ۸-۵۰ — نظم

۸-۵۰ تا ۹-۰۵ — درس قرآن مجید — مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس

۹-۰۵ تا ۹-۲۰ — درس حدیث النبی صلعم — مکرم قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی

۹-۲۰ تا ۹-۳۵ — درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام — مکرم محمد نذیر صاحب لائلپوری

۹-۳۵ تا ۱۰-۰۵ — میں نے خدا تعالیٰ کو کیسے پایا؟ — حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

۱۰-۰۵ تا ۱۱-۰۵ — انعامی تقریری مقابلہ

منصفین:- — **عنوانات**

مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس — ۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس شان سے خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دیا۔

مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب — ۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام پر ایک نظر

مکرم چوہدری انور حسین صاحب — ۳۔ نفلی عبادات کی برکات

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیوں ضروری ہے؟

۱۱-۰۵ تا ۱۱-۳۵ — سوال و جواب — محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مکرم مولوی ابو العطاء صاحب جواب دیں گے

نوٹ:- ایسے سوالات دریافت کرنے کی اجازت نہ ہوگی جن کا تعلق اختلافی یا فقہی مسائل سے ہو یا جن کا تعلق فرقہ وارانہ مسائل یا سیاسیات سے ہو۔

۱۱-۳۵ تا ۱۱-۴۵ — نظم

۱۱-۴۵ تا ۱۲-۰۰ — سیرۃ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام — مکرم شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ

۱۲-۰۰ تا ۲-۰۰ — وقفہ برائے نماز ظہر و عصر و طعام

اجلاس پنجم

۲-۰۰ تا ۲-۱۰ — تلاوت قرآن مجید

۲-۱۰ تا ۲-۲۰ — نظم

۲-۲۰ تا ۲-۳۵ — درس حدیث النبی صلعم — مکرم ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ

۲-۳۵ تا ۲-۵۰ — درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام — مکرم قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی

۲-۵۰ تا ۳-۲۰ — قبولیت دعا کی ذاتی مثالیں — حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

۳-۲۰ تا ۳-۳۵ — سیرۃ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام — مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر لائلپور

۳-۳۵ تا ۳-۴۵ — نظم

۳-۴۵ تا ۴-۰۰ — تربیت اولاد کے طریق — مکرم مرزا عبد الحق صاحب سرگودھا

۴-۰۰ تا ۴-۲۰ — انابت الی اللہ کے طریق — مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب

۴-۲۰ تا ۴-۳۰ — نظم

۴-۳۰ تا ۵-۳۰ — تفریحی و ورزشی مقابلے

۵-۳۰ تا ۷-۳۰ — وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام

اجلاس ششم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰ — بعد نماز مغرب و عشاء تلاوت قرآن مجید

۷-۴۰ تا ۷-۵۰ — نظم

۷-۵۰ تا ۸-۱۰ — سالانہ رپورٹ مجلس انصار اللہ مرکزیہ — قائدین مجلس انصار اللہ مرکزیہ

۸-۱۰ تا ۹-۱۰ — مجلس شوریٰ

۹-۱۰ تا ۹-۳۰ — درس قرآن مجید — مکرم مولوی ابو العطاء صاحب

۹-۳۰ — شب بخیر

۳۰ اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار

۴-۰۰ تا ۴-۳۵ — نماز تہجد

۴-۳۵ تا ۵-۳۵ — نماز فجر

۵-۳۵ تا ۶-۰۰ — درس قرآن مجید — مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس

۶-۰۰ تا ۷-۰۰ — ذکر حبیب — حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند صحابہ روایات بیان فرمائیں گے نیز بعض صحابہ کرام کی روایات کے ٹیپ ریکارڈ سنائے جائیں گے

۷-۰۰ تا ۸-۳۰ — ناشتہ

اجلاس ہفتم

۸-۳۰ تا ۸-۴۰ — تلاوت قرآن مجید

۸-۴۰ تا ۸-۵۰ — نظم

۸-۵۰ تا ۹-۰۵ — درس حدیث النبی صلعم — مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل

۹-۰۵ تا ۹-۲۰ — درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام — محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب

۹-۲۰ تا ۹-۳۵ — ذکر حبیب علیہ السلام — جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب

۹-۳۵ تا ۱۰-۱۵ — ارشادات سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۱۰-۱۵ تا ۱۰-۲۵ — تقسیم انعامات و علم انعامی

۱۰-۲۵ تا ۱۰-۳۵ — نظم

۱۰-۳۵ تا ۱۰-۵۰ — حضرت رسول اکرم صلعم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے پایاں محبت — مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس

۱۰-۵۰ تا ۱۱-۲۵ — انصار اللہ سے خطاب —

۱۔ نمائندہ پشاور
۲۔ مکرم میاں محمد سعید صاحب ملتان
۳۔ مکرم چوہدری عبد الحی صاحب ورک ناظم اعلیٰ مجالس انصار اللہ سندھ و بلوچستان
۴۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب زعیم اعلیٰ کراچی
۵۔ مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب لاہور
۶۔ مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر لائلپور

۱۱-۲۵ تا ۱۱-۵۵ — تقریر — صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

۱۱-۵۵ تا ۱۲-۰۰ — عہد و دعا

اس کے بعد احباب کو جانے کی اجازت ہوگی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

نوٹ:- یہ اجتماع پرائیویٹ ہے اور ایک پرائیویٹ احاطہ میں منعقد ہو رہا ہے۔

(محبوب عالم خالد قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

"تعلیمی پالیسی کا مقصد بلند کردار پیدا کرنا ہے"

گورنمنٹ کالج مظفر آباد میں صدر ایوب خان کی تقریر

مظفر آباد ۸ اکتوبر۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے طلباء کو تلقین کی ہے کہ وہ قومی ترقی کا کام سنبھالنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ آپ نے آزاد کشمیر کے طلباء کو مشورہ دیا کہ وہ پاکستان میں نافذ شدہ تعلیمی اصلاحات سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ نے کہا حکومت کی تعلیمی پالیسی کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ کردار اور تخلیقی دماغ کے لوگ پیدا کئے جائیں جو تعمیر نو کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔

صدر مملکت گورنمنٹ کالج مظفر آباد میں طلباء سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے کہا اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے صرف اہلیت رکھنے والے طلباء کو منتخب کرنا چاہیئے لیکن اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ محنتی، ذہین اور مستحق غریب طالب علموں کو تعلیم سے محروم کر دیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے مستحق طلباء کے لئے وظیفے مقرر کر دیئے جائیں۔ صدر مملکت کل شام دھیر کوٹ کے راستے مظفر آباد سے راولا کوٹ پہنچ گئے۔ ان دونوں مقامات پر ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ مظفر آباد سے راولا کوٹ تک مختلف مقامات پر آراستہ محرابیں اور پیراستہ دروازے بنائے گئے تھے۔ عوام کی بڑی تعداد سڑکوں پر صدر مملکت کو خوش آمدید کہنے کے لئے جمع تھی جو پاکستان زندہ باد، کشمیر زندہ باد، اور صدر ایوب زندہ باد کے نعرے لگا رہی تھی۔ کل رات آزاد کشمیر کی فوج کے کمانڈر نے صدر مملکت کے اعزاز میں ڈنر دیا۔ آج صدر مملکت ایک عام اجلاس میں تقریر کر رہے ہیں۔

صدر ایوب خاں نے اپنے کل کے پروگرام کا آغاز کمبائنڈ ملٹری ہسپتال اور فاطمہ جناح زنانہ ہسپتال کے معائنے سے کیا۔ انہوں نے ان ہسپتالوں کے مختلف وارڈوں کی انتظامی حالت دیکھی اور مریضوں سے ان کی صحت اور معالجے کے بارے میں باتیں کیں۔ ان ہسپتالوں کے معائنہ کے وقت مسٹر کے ایچ خورشید صدر آزاد کشمیر ان کی معیت میں تھے۔ صدر پاکستان ہسپتالوں کے معائنہ کے بعد گورنمنٹ کالج پہنچے جہاں ڈائریکٹر تعلیم مسٹر عبدالعزیز نسلیریا اور کالج کے پرنسپل نے انہیں خوش آمدید کہی۔

صدر پاکستان نے طلبہ اور اساتذہ کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے طلبہ کو تلقین کی کہ انہیں تعلیم کی موجودہ سہولتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور مستقبل میں قومی ترقی کا کام سنبھالنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے۔ آپ نے کہا حکومت کی تعلیمی پالیسی کا مقصد اعلیٰ اقدار بلند کے لوگ پیدا کرنا ہے جو آگے چل کر قومی زندگی میں مفید پارٹ ادا کر سکیں۔ صدر نے کہا آج کا طالبعلم کل کا لیڈر ہے۔ طلبہ ہی کو مستقبل میں قوم کے سیاہ و سفید کا اختیار حاصل ہوگا۔ آپ نے کہا دوسرے پنجسالہ منصوبہ میں تعلیم پر ایک ارب پینسٹھ کروڑ روپیہ صرف کیا جائیگا۔ آپ نے کہا آئندہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت صرف ایسے طلبہ کو دی جانی چاہیئے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ آپ نے کہا حکومت طلبہ کو ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائے گی۔ لیکن طلبہ کو بھی اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ حکومت ان کے لئے جو رقوم صرف کر رہی ہے وہ ضائع نہ ہونے پائیں۔ صدر نے کہا پاکستان کو ایسے مردوں اور عورتوں کی ضرورت ہے جو تخلیقی قوت رکھتے ہوں اور وہ پاکستان کے مفید شہری ثابت ہو سکیں۔ آپ نے کہا کالج کی تعلیم پر بڑا خرچ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم کے ارباب حل و عقد نے اب اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ کالجوں میں صرف ایسے طلباء کو داخل کرنا چاہیئے جو کالجوں کی تعلیم سے صحیح طور پر استفادہ کر سکیں۔ آپ نے کہا جو طالب علم اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اہلیت تو رکھتے ہیں لیکن وہ غریب ہونے کی وجہ سے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے انہیں حکومت سے وظیفہ ملنا چاہیئے۔ ساتھ ہی انہیں دوسری تعلیمی رعایتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دینا چاہیئے۔

اعانت

مکرم منصور احمد صاحب بھاٹی گیٹ لاہور نے امسال منشی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے اسی خوشی میں مکرم منصور احمد صاحب نے مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

(مینیجر الفضل)